السلام علیکم ورحمة اللہ وبرکاتہ

مجھ سے ایک آدمی نے کہا کہ وضو کرتے وقت بایاں پاوں دھونے سے پہلے دائیں پاوں میں جراب پہننا جائز نہیں ہے، میں نے کافی عرصہ قبل ایک کتاب میں جس کا نام اس وقت مجھے یاد نہیں، یہ پڑھا تھا کہ اس مسئلہ میں اختلاف ہے اور علماء کے راجح قول کے مطابق یہ جائز ہے، امید ہے آپ اس مسئلہ کے بارے میں تفصیلی جواب سے نواز کر ثواب دارین حاصل کریں گے؟

الجواب بعون الوهاب بشرط صحة السؤال

وعلیکم السلام ورحمة اللہ وبرکاتہ

الحمد للہ، والصلاة والسلام علیٰ رسول اللہ، أما بعد!

افضل اور زیادہ احتیاط والی بات یہ ہے کہ بایاں پاؤں دھونے سے پہلے جراب نہ پہنی جائے کیونکہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا ہے کہ ''جب تم میں سے کوئی وضو کرے اور موزے پہنے تو اسے چاہئے کہ ان پر مسح کرلے اور انہی میں نماز پڑھ لے اور اگر چاہے تو انہیں نہ اتارے ہاں البتہ حالت جنابت میں انہیں اتارنا پڑے گا۔'' (دار قطنی اور حاکم نے اسے بروایت حضرت انس بیان کیا اور امام حاکم نے اسے صحیح قرار دیا ہے)

اسی طرح حضرت ابو بکرہ ثقفیؓ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے مسافر کو تین دن اور تین راتیں اور مقیم کو ایک دن رات کے لئے یہ رخصت دی کہ اگر اس نے وضو کر کر موزے پہنے ہوں تو ان پر مسح کرلے۔ (دار قطنی۔۔۔ابن خزیمہ نے اسے صحیح کہا ہے۔

صحیحین میں حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ کو وضو کرتے ہوئے دیکھا تو انہوں نے آپ ﷺ کے موزے اتارنا چاہے تو نبی کریم ﷺ نے ان سے فرمایا کہ ''انہیں چھوڑ دو، میں نے انہیں حالت طہارت میں پہنا ہے۔''

ان تینوں اور ان کے ہم معنی دیگر احادیث سے بظاہر یہ معلوم ہوتا ہے کہ مسلمان کے لئے موزوں پر مسح جائز نہیں الا یہ کہ اس نے انہیں کمال طہارت کے بعد پہنا ہو جس نے موزے یا جراب کو بایاں پاوں دھونے سے پہلے دائیں میں پہن لیا ہو تو اس نے اسے تکمیل طہارت سے پہلے پہن لیا ہے۔ بعض اہل علم اس صورت میں بھی مسح کے جواز کے قائل ہیں کیونکہ دونوں میں سے ہر ایک پاوں کو دھونے کے بعد جراب میں داخل کیا گیا ہے لیکن احتیاط اسی میں ہے کہ دونوں کو دھونے کے بعد جرابوں کو پہنا جائے اور دلیل سے بھی بظاہر یہی بات صحیح معلوم ہوتی ہے۔ لہذا جس شخص نے بایاں پاوں دھونے سے پہلے دائیں پاوں میں موزہ یا جراب پہن لی ہو اسے چاہئے کہ وہ اسے اتارے اور دونوں پاوں کو دھونے کے بعد انہیں پہنے تاکہ اختلاف سے بھی بچ جائے اور دین میں محتاط پہلو کو بھی اختیار کرلے۔ واللہ ولی التوفیق۔

فتاویٰ ابن باز